# مکتوبات حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ میں مباحثِ سیرت

پروفیسر ڈاکٹر محفوظ احمد ☆

**Abstract**

The Seerah of The Holy Prophet (S.A.A.W) is the best model of a complete code of life revelead in the Holy Quran and Hadith. The Seerah of The Holy Prophet provides us guidance in every field of life, it plays fundamental role in getting closeness to Allah, self purification and purity of heart. That's why mystics have tocused the Seerah of the Holy Prophet, in their literature. Hazrat Imam Rabbani Mujadded Alf-e-Sani Sheikh Ahmad Serhandi (R.A), a distinguished mystic in subcontinent, has written many books but "Maktoobat" has its pivotal importance which were written for the people to teach and guide them. It contains the Seerah of the Holy Prophet much more than other teachings of Islam. This article delivers the message with the purpose of obedience to the Holy Prophet.The importance of obedience and its status have been discussed in the light of Maktobat-e- Imam Rabbani.

**Keywords:** Closeness to Allah, Self Purification, Purity of heart, Salik Majzoob, Safer der Watan, Sair Afaqi.

کائنات انسانیت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وہ واحد ذات ہے جن کا اسوہ حسنہ بہترین نمونہ

☆صدر شعبہ عربی و اسلامک سائنسز، دی یونیورسٹی آف فیصل آباد

حیات ہے اس کا ذکر سورۃ الاحزاب میں اس طرح کیا گیا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۱) البتہ تحقیق تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی اتباع کو اللہ تعالیٰ کا محبوب بننے کا ذریعہ یوں قرار دیا گیا۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ (۲) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے بننا چاہتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا:

''تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ''(۳) میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم انہیں مضبوطی سے تھامو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔ سنت کا متضاد بدعت ہے اور بدعت کو گمراہی قرار دے کر اس کا انجام جہنم فرمایا۔ ارشاد ہوا: ''فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ۔۔۔ تَمَسَّكُوْا بِهَا، وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ، فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ''(۴) پس تم پر میری سنت لازم ہے، اسے مضبوطی سے پکڑو۔ دین میں نئے کاموں سے بچو، بے شک ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اتباع و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جزا کے بارے صحیح بخاری میں روایت ہے:

> ''كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى، قَالُوْا، يَا رَسُوْلَ اللهِ وَمَنْ يَأْبٰى: قَالَ: مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى''(۵)
>
> میرا ہر اُمتی جنت میں داخل ہوگا سوائے اس کے کہ جس نے انکار کیا، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کس نے انکار کیا فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے میری سنت کا انکار کیا۔

اتباع سنت کی اس اہمیت کے پیش نظر قرآن مجید اور کتب احادیث میں سیرت کے مباحث کا بیان ہے، سیرت سے مختلف پہلوؤں کے مطابق مختلف رجحانات کی بنیاد پر سیرت نگاروں نے کتب سیرت تصنیف کیں۔

علم تصوف جس کا بنیادی مقصد سیرت النبی ﷺ کے مطابق تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب ہے اس لیے اس علم کا دوسرا بنیادی ماخذ سیرت النبی ﷺ ہی ہے، صوفیہ کرام نے روئے زمین کے ہر گوشے میں انسانی تربیت واصلاح کے منظم حلقے قائم کیے۔ وعظ وتعلیم اور تزکیہ وتربیت سے ایک خالص روحانی نظام طریقت کو رواج دیا اور نفسی وقلبی امراض کے حکیمانہ علاج کے ذریعہ بگڑے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لانے کا کام

انجام دیا۔ اب چونکہ یہ حقیقت اپنی جگہ مسلّم اور آشکار ہے کہ نفوس انسانی کا تزکیہ اور کردار کی تعمیر میں سب سے مؤثر اور فعال قوت اسوۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہے اور فرد و معاشرہ کی زندگی اختلال و انحراف سے نکال کر ضبط و انقیاد کی پابند بنانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس سے کامل وابستگی اور غیر مشروط وفاداری لازم ہے اس لئے صوفیہ کرام نے اپنے نظام تعلیم و تزکیہ کی بنیاد ہی محبت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ جذبے پر استوار کی اور اس ضمن میں سب سے پہلے اپنی شخصیت کے ظاہر و باطن کو اسوہ حسنہ کا مکمل آئینہ دار بنایا۔

علم تصوف میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اہمیت کے پیش نظر تصوف کی اُمہاتِ کتب میں صوفیہ کرام نے سیرت کے مختلف پہلوؤں کو عام سیرت نگاروں کے منہج سے مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

مکتوبات حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار گیارھویں صدی ہجری کی اہم کتب تصوف میں ہے، چونکہ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ طریقت نقشبندی تھا اور سلسلہ نقشبندیہ میں اتباع سنت کو لازم قرار دیا جاتا ہے اور یہ اس سلسلہ کی اہم خصوصیت بھی ہے اسی لیے حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی نے اِن مکتوبات میں جو آپ نے اس وقت کے مقتدر صوفیہ عظام، جید علماءِ کرام، اکابرین حکومت، مریدین اور دیگر سائلین علم کے نام تحریر فرمائے ان میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اہم پہلوؤں جیسے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شخصی پہلو، مقام مصطفیٰ، شمائل، معجزات، اوصاف اور تصرفات اور سیرت کی حکمتوں کا ذکر کیا۔ اسی طرح مکتوبات شریف میں اتباع سنت کا بھی خصوصی طور پر بیان ہے۔ زیر نظر مقالہ میں ان مکتوبات کا ذکر کیا جائے گا جن میں حضرت مجدد الفِ ثانی نے مکتوب الیھم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کی اہمیت، فضائل اور اس کے مراتب کا بھی ذکر کیا۔

جلد اول کے مکتوب نمبر ۹ میں آپ نے فرمایا کہ سردار حبیب رب العالمین کسی شخص کو اپنی متابعت کی توفیق دیتے ہیں تو اسے اپنی کمال متابعت عنایت فرماتے ہیں اور اس وسیلہ سے اس کو بلند درجہ پر لے جاتے ہیں۔ (۶)

ہر نبی کا مقام ولایت بھی ہوتا ہے اس ضمن میں آپ نے مکتوب نمبر ۲۱ میں فرمایا:

"لکل نبی ولایة خاصة و اقصیٰ درجاتھا ھی التی علی قدم نبینا علیه و علٰی جمیع اخوانه من الصلٰوت اتمها و من التحیات ایمنها اذ التجلی الذاتی الذی لا اعتبار فیه۔۔۔ و لکل من متابعیه علیه الصلٰوة و التحیة نصیب کامل و حظ وافر من هذا المقام العزیز و جوده فعلیکم باتباعه صلی اللہ علیه وآله وسلم"

ہر نبی کے قدم پر ایک ولایت ہے جو اس نبی سے مخصوص ہے، اس کے درجات میں بلند اور اعلیٰ وہی درجہ ہے جو ہمارے پیغمبر ﷺ کے قدم پر ہے اس لیے کہ وہ تجلی ذاتی جس میں اسماء وصفات وشیون و اعتبارات (۷) کا نہ اثبات کے طور پر اور نہ نفی کے طور پر کچھ اعتبار ہے وہ تجلی آپ ﷺ کی ولایت ہی سے مخصوص ہے۔ اس مقام میں تمام وجودی اور اعتباری پردوں کا زائل ہو جانا علمی اور عینی طور پر ثابت ہوتا ہے، اس وقت وصل عریانی (۸) حاصل ہو جاتا ہے اور وجد حقیقی ثابت ہوتا ہے نہ کہ ظنی اور تخمینی۔ یہ عزیز الوجود مقام آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کرنے والوں کو ملتا ہے۔ لہٰذا جو کوئی شخص اس مقام اور اعلیٰ دولت کا خواہشمند ہو تو اسے آپ کی اتباع لازم کرنا ہوگی۔ (۹)

علم تصوف میں عالم امر کے مختلف مدارج ہیں ان مدارج کے کمالات کیسے ممکن ہیں اس کے بارے مکتوب نمبر ۲۵ میں آپ نے فرمایا ''**بل جمیع کمالات الروح والسرّ والخفی والاخفیٰ منوط بمتابعة سید المر سلین علیه وعلی الٰه من الصلٰوات افضلها**'' روح، سرّ، خفی اور اخفیٰ کے تمام تر کمالات حضرت سید المرسلین ﷺ کی اتباع پر وابستہ ہیں۔ (۱۰)

مکتوب نمبر ۳۴ میں آپ نے فرمایا: اہل فلسفہ کی طرف سے جو جواہر خمسہ ثابت ہیں وہ عالم خلق سے ہیں، عالم امر کے ان جواہر خمسہ کا ادراک کرنا اور ان کی حقیقت پر اطلاع پانا حضرت رسول اکرم ﷺ کے کامل متبعین کا نصیب ہے۔ (۱۱)

حضرت امام ربانی نے ہمیشہ اپنے مریدین کو اتباع سنت کی تلقین کی۔ شیخ محمد چتری کو ایک مکتوب تحریر فرمایا جس کا مقصود اتباع سنت تھا: ''**صدور یافته در تحریض بر اتباع سنت سنیئه علی صاحبها الصلٰوة والسلام**'' آپ کو چاہیے کہ ظاہر کو نبی کریم ﷺ کی اتباع سے آراستہ وپیراستہ بنائیں اور اپنے باطن کو خواجگان قدس سرھم کی نسبت سے معمور رکھیں۔ (۱۲)

اللہ تعالیٰ کے مقام محبوبیت تک پہنچنے کی خواہش ہر مسلمان کی ہے اس منزل تک پہنچنے کے بارے حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کی تابعداری میں کوشش کرنا مقام محبوبیت تک لے جانے والا ہے۔ ہر دانا اور عقلمند پر واجب ہے کہ ظاہر و باطن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال تابعداری میں کوشش کرے۔ (۱۳)

ہر چیز کو زنگ لگ جاتا ہے دل کے زنگار اتارنے کے بارے حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ جب تک انسان کا دل پراگندہ تعلقات سے آلودہ ہے تب تک محروم اور مہجور ہے۔ دل کی حقیقتِ جامع کے آئینے

سے ماسوائے اللہ کی محبت کے زنگار دور کرنا ضروری ہے اور دل سے زنگار کو دور کرنے والی بہتر چیز حضرت محمد ﷺ کی بزرگ وروشن سنت کی اتباع ہے جس کا مدار نفسانی عادتوں کے رفع کرنے پر ہے یعنی جس سے تمام نفسانی عادتیں اور رسمیں دور ہوجاتی ہیں۔ ''فَطُوْبیٰ لِمَنْ شُرِّفَ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ الْعُظْمٰى وَوَيْلٌ لِمَنْ حُرِمَ مِنْ هٰذِهِ الدَّوْلَةِ الْقُصْوىٰ'' پس اس شخص کے لیے مبارک باد دی ہے جس کو اس بھاری نعمت کا شرف حاصل ہوا اور اس شخص پر افسوس ہے جو اس اعلیٰ دولت سے محروم ہوا۔(۱۴)

دیگر اُمتوں کے درجات اُمت کے لوگوں کو آپ ﷺ ہی کی اتباع سے مل سکتے ہیں اس ضمن میں آپ نے فرمایا کہ اصحاب کہف نے اتنا بڑا درجہ صرف ایک نیکی کے باعث حاصل کیا اور وہ نور ایمانی کے ساتھ دشمنوں کے غلبہ کے وقت اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے ہجرت کر جانا تھا مثلاً سپاہی دشمنوں اور مخالفوں کے غلبہ کے وقت اگر تھوڑا سا بھی تردد کریں تو اس قدر نمایاں ہوتا ہے اور اس کا اتنا اعتبار ہوتا ہے کہ امن کی حالت میں اسے کئی گنا اعتبار میں نہیں آسکتا نیز جب آنحضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں تو آپ ﷺ کے متبعین بھی آپ کی اتباع کے باعث محبوبیت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ محب اور عاشق اس آدمی کو بھی جس میں اپنے محبوب کی عادات وخصائل دیکھتا ہے محبوب رکھتا ہے اور مخالفوں کو اس پر قیاس کرنا چاہیے۔(۱۵)

آپ اپنے مریدین کو اکثر اتباع سنت کی نصیحت فرماتے چنانچہ مرزا بدیع الزماں کو ایک مکتوب میں ناصحانہ کلمات اس طرح ارشاد فرمائے: ''**بقية النصح اتباع صاحب الشريعة عليه الصلوٰة والسلام فان النجاة بدونه محال**''(۱۶) (باقی نصیحت یہ ہے کہ صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کو لازم پکڑیں اس لیے کہ اس کے بغیر نجات کا حصول محال ہے۔)

حضرت عبدالخالق غجدوانی (م ۵۷۵ھ) نے سالکین کے لیے ایک وصیت نامہ لکھوایا جس میں سلوک کے یہ آٹھ اصول مقرر کیے۔ ہوش دردم، نظر برقدم، سفر دروطن، خلوت درانجمن، یادکرد، بازگشت، نگاہ داشت اور یادداشت۔(۱۷)

''سفر دروطن'' سے مراد یہ ہے کہ سالک دنیاوی کاموں اور مجالس میں مصروف ہوتے ہوئے بھی اپنے اندر ایسی کیفیت پیدا کیے رکھے گویا وہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہے یعنی اپنی نشست و برخاست، کھانے پینے اور بات چیت وغیرہ کے دوران سالک کا قلب اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل نہ رہے گویا وہ بظاہر خلائق کے ساتھ اور باطن اپنے مطلوب کے ساتھ رہے۔ شروع میں خلوت کی صورت بہ تکلف پیدا کی جاتی ہے لیکن آخر میں یہ کیفیت بے تکلف آجاتی ہے۔

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ اس طریق نقشبندیہ میں اس سفر کی چاشنی ابتداء ہی سے میسر ہو جاتی ہے اور ابتداء میں نہایت کے درج ہونے کے طور پر حاصل ہو جاتی ہے اور اس گروہ میں سے جن کو مجذوب سالک (۱۸) بنانا چاہتے ہیں اس کو سیر بیرونی میں ڈال دیتے ہیں اور سیر آفاقی (۱۹) کے تمام ہونے کے بعد سیر انفسی (۲۰) میں جس سے مراد سفر در وطن ہے آرام دیتے ہیں۔

اس نعمت عظمیٰ تک پہنچنا سید الاولین والآخرین ﷺ کی اتباع سے وابستہ ہے اور آپ ﷺ کی اتباع کے بغیر خلاصی ممکن نہیں۔ (۲۱)

رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت کے لیے حضرت مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیادت پناہ شیخ فرید کی طرف تحریر کیا جس میں آپ نے فرمایا:

> ''نقد سعادتِ دارین وابستہ باتباع سید کونین است علیہ وعلیٰ الہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا متابعۃ اوعلیہ الصلوٰۃ والسلام باتیان باحکام اسلامیہ است ورفع رسوم کفریہ چہ اسلام وکفر ضدِ یک ودیگر اند اثبات یکے موجب رفع دیگر است، احتمال جمع شدن ایں دو ضد محال است''(۲۲)
>
> (دونوں جہاں کی سعادت فقط سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے وابستہ ہے جس کی صورت یہ ہے کہ اسلامی احکام بجالائے جائیں، کفر کی رسمیں مٹادی جائیں کیونکہ اسلام و کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں، ایک کو ثابت کرنا دوسرے کے دور ہو جانے کے باعث ہے ان دونوں ضدوں کے جمع ہونے کا احتمال محال ہے ایک کو عزت دینے سے دوسرے کی ذلت لازمی ہے۔)

اتباع کے حوالے سے حضرت مجدد الفِ ثانی نے سنت کو دو بڑی قسموں میں منقسم فرماتے ہوئے میر محمد نعمان سے آپ نے فرمایا کہ میرے مخدوم! آنحضرت ﷺ کا عمل دو طرح کا ہے۔ ایک عبادت کے طریق پر اور دوسرا عرف و عادات کے طور پر۔ وہ عمل جو عبادت کے طریق پر اس کے خلاف کرنا بدعت و منکر جانتا ہوں اور اس سے منع کرنے میں بہت مبالغہ کرتا ہوں کہ یہ دین میں نئی بات ہے اور وہ مردود ہے اور وہ عمل جو عرف عادت کے طور پر ہے اس کے خلاف کو بدعت منکرہ نہیں جانتا اور نہ ہی اس کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ وہ دین سے تعلق نہیں رکھتا اس کا ہونا یا نہ ہونا عرف و عادت پر مبنی ہے نہ کہ دین و مذہب پر کیونکہ بعض شہروں کا عرف دوسرے شہروں کے عرف سے مختلف ہوتا ہے اور ایسے ہی ایک شہر کے زمانوں کے تفاوت کے اعتبار سے عرف میں تفاوت ظاہر ہے البتہ عادی سنت کو مدنظر رکھنا بھی بہت سے فائدوں اور سعادتوں کا

موجب ہے۔ (۲۳)

حضرت امام ربانی نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے فضائل اور اس پر مرتبۂ کمالات اور اس کے ساتھ مخصوص مراتب کو بیان کرتے ہوئے میرزا داراب سے فرمایا:

''نجات اُخروی وفلاح سرمدی منوط بمتابعت سید الاولین والآخرین است''

آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت سید الاولین والآخرین ﷺ کی متابعت پر وابستہ ہے، آپ ﷺ ہی کی اتباع سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام میں پہنچتے ہیں اور آپ ﷺ ہی کی متابعت سے تجلی ذات سے مشرف ہوتے ہیں اور مراتبۂ عبدیت جو کمال کے مراتب سے اوپر اور مقام محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد ہے سرفراز فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ کے کامل متبعین کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح فرماتے ہیں اور اولوالعزم پیغمبر آپ ﷺ کی متابعت کی آرزو کرتے ہیں اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے زمانہ میں زندہ ہوتے تو آپ ﷺ ہی کی اتباع کرتے اور حضرت عیسیٰ روح اللہ کے نازل ہونے اور رسول اللہ ﷺ کی متابعت کرنے کا قصہ معروف ہے۔ آپ ﷺ کی اُمت آپ ﷺ کی اتباع کے باعث خیر الامم ہوئی اور اس میں سے اکثر اہل جنت ہیں۔ روز قیامت آپ ﷺ کی اتباع کی بدولت تمام اُمتوں سے پہلے آپ ﷺ کے اُمتی بہشت میں جائیں گے اور ناز ونعمت حاصل کریں گے پس آپ کو لازم ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی متابعت اور سنت کو لازم پکڑیں اور شریعت کے موافق اعمال بجالائیں۔ (۲۴)

حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی کے نزدیک رسول اکرم ﷺ کی متابعت کے سات مرتبے اور درجے ہیں ان درجات کے بارے سید شاہ محمد کی طرف لکھے گئے مکتوب میں آپ نے فرمایا:

آنحضرت ﷺ کی متابعت جو دینی اور دنیاوی سعادتوں کا سرمایہ ہے کئی درجے اور مرتبے رکھتی ہے۔

۱۔ اول درجہ عوام اہل اسلام کا ہے، یہ تصدیق قلبی کے بعد اطمینان نفس سے قبل جو کہ درجہ ولایت سے مربوط ہے، احکام شریعہ کی بجا آوری اور سنت سنیہ کی اتباع ہے۔

علماء ظواہر، عابد اور زاہد حضرات جن کا معاملہ ابھی تک اطمینان نفس تک نہیں پہنچا سب اس درجہ میں مشترک ہیں۔ اس متابعت صوری کے حصول میں سب برابر ہیں، چونکہ نفس اس مقام میں کفر وانکار سے آزاد نہیں ہوتا تو لازمی طور پر یہ خاص درجہ صرف متابعت کی صورت رکھتا ہے۔ متابعت کی یہ صورت حقیقی متابعت کی مانند آخرت کی فلاح اور خلاصی کا موجب، عذاب نار سے نجات دلانے والی اور دخول جنت کی بشارت سنانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کمال کرم سے انکارِ نفس کا اعتبار نہ کر کے صرف تصدیق قلبی پر کفایت فرمائی ہے اور نجات کو اس کے ساتھ مربوط فرمایا ہے۔

۲۔ متابعت کا دوسرا درجہ آنحضرت ﷺ کے اقوال واعمال کی اتباع ہے جو باطن سے تعلق رکھتی ہے جیسے تہذیب اخلاق اور بُری صفات کا دُور کرنا، باطنی امراض اور اندرونی بیماریوں کا رفع کرنا وغیرہ جو مقام طریقت کے متعلق ہیں۔ اتباع کا یہ درجہ ارباب سلوک کے ساتھ مخصوص ہے جو طریقۂ صوفیہ کو شیخ مقتدا سے اخذ کر کے سیر الی اللہ کی وادیوں اور بیابانوں کو قطع کرتے ہیں۔

۳۔ متابعت کا تیسرا درجہ رسول اکرم ﷺ کے ان احوال واذواق اور مواجید کی اتباع ہے جو ولایت خاص کے مقام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ درجہ ان ارباب ولایت کے ساتھ مخصوص ہے جو مجذوب سالک یا سالک مجذوب ہیں۔

متابعت کی حقیقت ہوتی ہے، اگر نماز ادا کرتا ہے تو متابعت کی حقیقت بجالاتا ہے اور اگر روزہ یا زکوۃ ہے تو اس کا بھی یہی حال ہے، غرض تمام احکام شریعت بجالانے میں متابعت کی حقیقت کامل ہوتی ہے۔

نماز وروزے کی حقیقت سے مراد یہ ہے کہ یہ افعال مخصوصہ ہیں اگر یہ افعال فرمان الٰہی کے مطابق ادا ہوجائیں تو بھی صورت اور حقیقت میں فرق ہوتا ہے۔ جس کی مثال یہ ہے کہ مبتدی جو نفس امارہ رکھتا ہے جو ذاتی طور پر احکام اسلام کا منکر ہے اس لیے ان احکام کی ادائیگی اس کے حق میں باعتبار صورت کے ہے اور منتہی کا نفس چونکہ نفس مطمئنہ ہوجاتا ہے اور رضا ورغبت سے احکام شرعی کو قبول کر لیتا ہے اس سے احکام شرعی کا صادر ہونا باعتبار حقیقت کے ہے، اسی طرح منافق اور مسلمان دونوں نماز ادا کرتے ہیں لیکن منافق چونکہ باطن کا انکار رکھتا ہے اس لیے نماز کی صورت بجالاتا ہے اور مسلمان باطنی اتباع کے باعث نماز کی حقیقت سے آراستہ ہے، اس طرح صورت وحقیقت باعتبار اقرار اور انکار باطن کے ہے۔

۴۔ کمالات ولایت خاصہ کے حاصل ہونے کے بعد نفس کے مطمئن ہونے اور اعمال صالحہ کی حقیقت بجا لانے کا درجہ متابعت کا چوتھا درجہ ہے اتباع کا یہ درجہ علماء راسخین شکر اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے جو اطمینان نفس کے بعد متابعت کی حقیقت کی دولت سے متحقق ہیں۔ اگرچہ اولیاء اللہ کو بھی قلب کی تمکین کے بعد تھوڑا سا اطمینان نفس حاصل ہوتا ہے لیکن نفس کو کمال اطمینان کمالاتِ نبوت حاصل کرنے میں ہی ہوتا ہے۔ جن کمالات سے علماء راسخین کو وراثت کے طور پر حصہ حاصل ہوتا ہے، علماء راسخین نفس کے کمال اطمینان کے باعث شریعت کی حقیقت سے جو اتباع کی حقیقت ہے متحقق ہوتے ہیں اور دوسروں کو چونکہ یہ کمالات حاصل نہیں ہوتے اس لیے کبھی شریعت کی صورت سے اور کبھی اس حقیقت سے متحقق ہوتے ہیں۔ علماء راسخین کی ایک نشانی یہ ہے کہ انہیں کتاب وسنت کے متشابہات کی تاویلات سے بہت سا حصہ حاصل ہوتا ہے، حروف مقطعات کے اسرار کو بخوبی جانتے ہیں، متشابہات کی تاویل پوشیدہ اسرار میں سے ہے لہٰذا یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ ان کی تاویل بھی اسی طرح کی ہے

جیسے ید اللہ میں ید کی تاویل اور قدرت سے اور وجہ اللہ میں وجہ کی تاویل ذات سے کرتے ہیں اس لیے کہ ان تاویلات کا تعلق علم ظاہر سے ہے اور اسرار کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ حروف مقطعات کے اسرار کے وارث انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور ان کے رموز و اشارات سے انہیں بزرگوں کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے یا ان لوگوں کو جنہیں وراثت اور جمیعت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں۔

متابعت کا یہ درجہ جو نفس کے اطمینان اور رسول اللہ ﷺ کی متابعت حقیقت تک پہنچنے پر موقوف ہے، یہ کبھی فنا اور سلوک وجذبہ کے وسیلہ کے بغیر حاصل ہوجاتا ہے اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ احوال و مواجید اور تجلیات وظہورات میں سے کچھ بھی درمیان نہیں آتا اور یہ دولت حاصل ہوجاتی ہے لیکن دوسرے راستہ کی نسبت ولایت کے راستہ سے اس دولت تک پہنچنا آسان اور اقرب ہے اور وہ دوسرا راستہ اس فقیر کے خیال میں سنت سنیہ کی متابعت اور بدعت کے اسم و رسم سے اجتناب کرنا ہے۔ جب تک بدعت حسنہ سے بدعت سیئہ کی طرح پرہیز نہ کریں تب تک اس دولت کی بُو روح کے دماغ میں نہیں پہنچتی۔ آج یہ بات مشکل معلوم ہوتی ہے کیونکہ تمام جہان دریائے بدعت میں غرق ہے اور بدعت کے اندھیرے میں پھنسا ہوا ہے کس کی مجال ہے کہ بدعت کو دور کرنے کا دم مارے اور سنت کو زندہ کرنے کا دعویٰ کرے۔

۵۔ متابعت کا پانچواں درجہ رسول اکرم ﷺ کے ان کمالات کا اتباع ہے جن کے حاصل ہونے میں علم وعمل کا دخل نہیں بلکہ ان کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے محض فضل وکرم پر موقوف ہے۔ یہ درجہ نہایت ہی بلند ہے، اس درجہ کے مقابلہ میں پہلے درجوں کی کچھ حقیقت نہیں۔ یہ کمالات اصل میں اُولوالعزم رسولوں کے ساتھ مخصوص ہیں یا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تبعیتِ وراثت کے طور پر اس دولت سے مشرف فرمائیں۔

۶۔ متابعت کا چھٹا درجہ رسول اکرم ﷺ کے ان کمالات کی اتباع ہے جو آپ کے مقام محبوبیت کے ساتھ مخصوص ہیں۔ جس طرح پانچویں درجہ میں کمالات کا فیضان محض فضل واحسان پر تھا اس طرح چھٹے درجے میں کمالات کا فیضان محض محبت پر موقوف ہے جو تفضّل واحسان سے برتر ہے متابعت کا یہ درجہ بھی بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ پہلے درجے کے سوا متابعت کے یہ مقامات عروج [۲۵] کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں ان کا حاصل ہونا صعود پر وابستہ ہے۔

۷۔ متابعت کا ساتواں درجہ وہ ہے جس کا تعلق نزول و ہبوط [۲۶] سے ہے، یہ درجہ سابقہ تمام درجات کا جامع ہے کیونکہ اس مقام نزول میں تصدیق قلبی بھی ہے اور نفس کا اطمینان بھی اور اجزائے قالب کا

اعتدال بھی ہے جو طغیان و سرکشی سے باز آ گئے ہوتے ہیں۔ گویا پہلے تمام درجے اس درجہ متابعت کے اجزاء ہیں اور یہ درجہ ان اجزاء کا کل ہے۔ اس مقام میں تابع اپنے متبوع کے ساتھ اس قسم کی مشابہت پیدا کر لیتا ہے کہ تبعیت کا نام ہی درمیان سے اُٹھ جاتا ہے اور تابع و متبوع کی تمیز دور ہو جاتی ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تابع متبوع کی طرح جو کچھ لیتا ہے اصل سے لیتا ہے۔ گویا دونوں ایک چشمہ سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کی طرح ہم آغوش و ہمکنار اور ایک بستر پر ہیں اور شیر و شکر کی طرح ہیں۔ معلوم نہیں ہوتا کہ تابع کون ہے اور متبوع کون اور تبعیت کس کے لیے ہے۔ نسبت کی اتحاد میں تغائر کی نسبت کچھ گنجائش نہیں۔

اس مقام میں عجب معاملہ یہ ہے کہ اگر غور سے مطالعہ کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ تبعیت کی نسبت کچھ نظر نہیں آتی اور تابعیت و متبوعیت کا امتیاز ہر گز مشہود نہیں ہوتا البتہ اس قدر فرق ہے کہ تابع اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طفیلی اور وارث جانتا ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ تابع اور ہوتا ہے اور طفیلی و وارث اور۔ اگر چہ تبعیت کی قطار میں سب برابر ہیں لیکن تابع میں بظاہر متبوع کا پردہ درکار ہے اور طفیلی و وارث میں کوئی پردہ درکار نہیں۔ تابع پس خوردہ کھانے والا ہے اور طفیلی ضمنی ہمنشیں۔ غرض یہ جو دولت بھی آئی ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے واسطے سے آئی ہے اور یہ اُمتیوں کی سعادت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے طفیلی ہیں اس دولت سے حصہ پاتے ہیں اور ان کا پس خوردہ تناول کرتے ہیں۔

حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل متبع وہ شخص ہے جو متابعت کے ان ساتوں درجوں سے آراستہ ہو اور وہ شخص جس میں متابعت کے بعض درجے ہیں اور بعض نہیں۔ درجوں کے اختلاف کے بموجب مجمل طور پر تابع ہے۔ علماء ظاہر پہلے درجہ پر ہی خوش ہیں، کاش یہ لوگ درجہ اول ہی کو سرانجام دے لیں، انہوں نے متابعت کو صورت شریعت پر موقوف رکھا ہے اس کے سوا کوئی اور امر خیال نہیں کرتے اور طریقۂ صوفیہ کو جو درجات متابعت حاصل ہونے کا واسطہ ہے بیکار تصور کرتے ہیں اور ان میں اکثر علماء ہدایہ اور بزدوی کے سوا کسی اور امر کو اپنا پیر و مقتدا نہیں جانتے۔ (۲۷)

وہ کیڑا جو کہ پتھر میں نہاں ہے
وہیں اس کا زمین و آسمان ہے

حقیقت یہ ہے کہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ درجات اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس انداز میں بیان کرنا حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی معارف میں سے ہیں۔

○○○

# حوالہ جات وحواشی

۱۔ الاحزاب:۲۰

۲۔ آل عمران:۳۱

۳۔ مالک، مؤطا، کتاب القدر، باب النہی عن القول بالقدر، رقم الحدیث:۶۸۵

۴۔ ابوداؤد، سنن، کتاب السنۃ، فصل فی لزوم السنۃ، رقم الحدیث:۴۶۰۷

۵۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رقم الحدیث:۷۲۸۰

۶۔ حضرت شیخ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد ا، مکتوب نمبر ۹

۷۔ اعتبارات: ذات کے لیے حکمِ ثابت جو ذات کے ساتھ قائم ہو ذات کا اعتبار کہلاتا ہے۔ مکتوبات، جلد اول: مکتوب نمبر ۲۱۔ مولانا سعید احمد مجددی، البینات شرح مکتوبات، گوجرانوالہ: تنظیم الاسلام پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ۱/ ۱۹۴، ۱۵۱، ۵۷۴

۸۔ وصلِ عریانی: وصلِ عریانی کا لغوی معنی ہے برہنہ وصل یا بے پردہ ملاقات۔ حضرت امام ربانی، مکتوبات جلد اول: مکتوب نمبر ۲۱

۹۔ ایضاً، مکتوبات جلد ا، مکتوب نمبر ۲۱

۱۰۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۲۵

۱۱۔ مولنا سعید احمد مجددی، البینات شرح مکتوبات،، ۲/ ۱۰۲، ایضاً، مکتوب نمبر ۳۴

۱۲۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۳۷

۱۳۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۴۱

۱۴۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۴۲

۱۵۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۴۴

۱۶۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۴۷

۱۷۔ ان آٹھ اصولوں کی وضاحت سلوک نقشبندیہ کی تمام کتب کے علاوہ مشائخ نقشبندیہ کے تذکرہ کی کتب میں

موجود ہے۔

۱۸۔ امام ربانی مجدد الفِ ثانی، مبدأ و معاد، منہا نمبر ۳
۱۹۔ مکتوبات جلد ۲، مکتوب نمبر ۴۲
۲۰۔ مکتوبات جلد دوم، مکتوب نمبر ۴۲
۲۱۔ حضرت شیخ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد ا، مکتوب نمبر ۷۸
۲۲۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۱۶۳
۲۳۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۲۳۱
۲۴۔ ایضاً، مکتوب نمبر ۲۴۹
۲۵۔ مولانا سعید احمد مجددی، البینات شرح مکتوبات، ا/۱۵۰، ۴۷۳، مکتوبات، ا/ ۲، ۱۵
۲۶۔ سعید احمد مجددی، البینات شرح مکتوبات، ا/۱۵۱، مکتوبات جلد ا مکتوب نمبر ۲، جلد ۳، مکتوب نمبر ۴۶
۲۷۔ حضرت شیخ احمد سرہندی، مکتوبات، جلد ۲، مکتوب نمبر ۵۴

○○○